Lesson No 24 (111-127) ولواننا

Root Words (1)

قُبُلًا ← قبیل / قبلہ ← کسی چیز کو سامنے سے آتے دیکھنا۔
(2) گروہ / جماعت — سورۃ الکھف آیت نمبر 55
جمع قبیل ہ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 92 .
چیز

زخرف ← ربائی ← زینت / مزین ← وہ زینت جو ملمع سے حاصل ہو۔
اصل میں ہوتی اُن پر سونے کی تہہ چڑھائی ہوتی ہے۔
جھوٹی چھوٹی باتوں پر حق چڑھانے کی کوشش کرنا۔

ولتصغی ← صغو ← پوری طرح جھکنا۔ سورج ستارے کا غروب ہونا۔ برتن کو جھکانا کسی کی طرف اپنا کان جھکانا۔ کان دھرنا ← ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما

افئدۃ ← ف-ء-د ← جذبات کی شدت کا مرکز ← دل ← قلب کا اوپر والا حصہ جو معدے کے منہ پر ہوتا ہے۔

ولیقترفوا ← ق-ر-ف ← زخم کا چھلکا اُتارنا / ناجائز کام کرنا۔ ناجائز طریقے سے کمائی۔

اچھے / برے دونوں معنی میں قرآن میں استعمال

یخرصون ← خرص ← درخت پر لگے پھل کا اندازہ کرنا۔ قیاس آرائی، گمان کیلئے ← تخمینہ ہوگا۔

یشرح ← شرح ← کھولنا / پھیلانا / وسیع کرنا / وسعت قلب / کشادہ

CamScanner

صدرہ ← صدر ← سینے کیلئے

ضیقا ← ضیق ← تنگی ہونا ۔ دل میں حق کیلئے تنگی ہونا ۔

حرجا ← حرج ← گھنی جھاڑی جس میں سے گزرنے کا راستہ نہ ملے

← ایک بدو سے حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ حرجاً کے معنی کیا ہیں؟

ایک درخت کے پاس نہ ~~منافق~~ انسان / وحشی / جانور کوئی نہیں ~~جاتا~~ جاتا ۔ آپؓ نے کہا یہ سچ ہے ایک منافق کا دل بھی بالکل ایسا ہی ہے ۔ اس میں کوئی بھلائی جگہ نہیں پاتی ۔

یصعد ← صعد ← اوپر چڑھنا / بر گراں (مشکل) عمل کو سختی + مشکل سے بلندی پر چڑھنا ۔

Lesson #84

Surah Al-An'am (111-127)

Tafseer

111

اگر ہم ان پر فرشتے اُتار دیتے ، جو مکہ والے مطالبات کر رہے تھے
اللہ تعالیٰ اب اس بات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور مُردے ان
سے باتیں کرنے لگے اور دنیا بھر کی چیزیں ان کے سامنے جمع کر دی
جائے (پردہ غیب کی چیزیں) یہ ایمان لانے والے پھر بھی
نہیں ہیں۔ فرشتے، مُردے غیب کی چیزیں ہیں۔ یہ بہت
ہٹ دھرم لوگ ہیں۔ سوائے اس کے اللہ ہی چاہے۔ اللہ
کی مشیت ہی یہ ہوں کہ وہ ایمان لے آئے۔ اس کے معنی
یہ ہے کہ اللہ رب العزت کہتے ہیں یہ لوگ اپنے اختیار سے اور
انتخاب سے باطل پر حق کو ترجیح دینے والے نہیں ہیں /
قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ اب ان کی حق پرستی کی ایک
ہی صورت باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ غیب ان کے سامنے
کھول دیا جائے۔ تو کیا اس سب سے وہ ایمان لے آئے گے؟
نہیں لائے گے یہ لوگ ایمان سوائے اس کے کہ اللہ ہی
ان کے دل موڑ دیں ان کا اختیار ہی ختم کر دے۔

* سورۃ یونس : 96، 97

"ان الذین حقت علیھم کلمت ربك لا یؤمنون --- حتی یروا العذاب الالیم"

"جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہوگئی وہ ایمان نہیں لائیں
گے اگرچہ ان کے پاس ہر قسم کی نشانیاں آ جائے یہاں تک کہ وہ
درد ناک عذاب ہی کیوں نہ دیکھ لیں"

ان (کافروں) کی باتیں ہی ایسی ہیں کہا جا رہا ہے اے محمدؐ

CamScanner

آپ پریشان نہ ہوں۔ مسلمانوں کو تسلی دی جارہی ہے اور
یہ بات بتائی جارہی ہے کہ یہ لوگ ہٹ دھرم لوگ ہیں۔
ولکن اکثرھم یجھلون ← مگر اکثر لوگ نادانی کی بات کرتے ہیں
یہ لوگ اپنے مطالبات میں اندھے ہو گئے ہیں۔ انہوں نے
اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے تو کوئی کچھ بھی دکھائے
اِن کو نظر نہیں آئے گا۔ جب کوئی خود ہی روشنی کو
دیکھنا نہ چاہے تو کوئی کیا کرسکتا ہے۔ یہ لوگ خود جہالت
اور اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

(112)

اور ہم (اللہ رب العزت) نے اسی طرح ہر نبی کا دشمن
شیاطین کو بنادیا ہے۔ شر پر / شرارت پسند / ہٹ دھرم وہ
لوگ جنھوں نے رسول اللہؐ کو تنگ کرنے کیلئے ایک طوفان
مچا دکھا ہوتا تھا۔ اللہ رب العزت آپؐ سے کہہ رہے ہے کہ
تم سے پہلے نبیوں کے دور میں بھی اُن کیلئے شیاطین تھے۔
وہ شیاطین انسان اور جن تھے۔ نبیوں کو انسانوں اور جن کے
ہاتھوں دُکھ جھیلنے پڑے۔ اللہ کی سنت رہی ہے یہ اور اِس
سے تمام انبیاء کو گزرنا پڑتا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کو آزمائش
سے گزرنا پڑتا ہے اور وہ ان آزمائشوں سے گزر کر نکھرتے
ہیں اور کندن بنتے ہیں۔ اِن (شیاطین) میں سے بعض بعض
پر دھوکے کی باتیں ڈالتے ہیں۔ اللہ رب العزت یہاں پر کہہ
رہے ہے کہ (ان شیاطین نے) ہر دور میں شیطان صفت لوگوں
نے نبیوں کو تنگ کیا، اُن کو زچ کیا اور انہوں نے ایسی باتیں
اور لوگوں کو بھی کہی جو دین پر چلنا چاہتے تھے / دین کو
قبول کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ بھی دین سے دور ہو جائے۔

جن لوگوں میں شیطانی صفات ہوتی ہیں وہ حق پر باطل کا رنگ چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے آج کل کے دور میں مشرکانہ بدعتیں۔ نبیوں کو یہ لوگ کہتے تھے کہ یہ تو غریب ہیں اور جو نبیوں کو promote کرتے تھے اُن کو بھی باتیں کرتے تھے۔ یہاں پر بھی آپؐ کو اللہ رب العزت تسلی دے رہے ہیں کہ صرف آپؐ کو ہی اہل مکہ نہیں جھٹلا رہے، (غرورا: فریب کی باتیں) صرف آپؐ کیلئے ہی فریب کی باتیں نہیں کر رہے بلکہ ہر دور میں ایسا ہوتا رہا ہے تو آپؐ نے بھی دوسرے نبیوں کی طرح صبر کرنا ہے۔ آپؐ کو صبر و استقامت کا پہاڑ بن جانا ہے۔

شیطان کے پیروکار دونوں گروہوں (جن و انس) میں سے ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی حق پر چلنے کی کوشش کرتا ہے تو شیطان کے چیلے آجاتے ہیں اُس کو گمراہ کرنے۔ *دین کیلئے کوئی کام کرے تو لوگ آپ کو منع کرتے ہیں۔ شادی پر نماز پڑھے تو لوگ کہتے ہیں کہ گھر جا کر پڑھ لینا تو یہ ہے زخرف القول غرورا۔* اور اگر تمہارے رب کی مشیت یہی ہوتی تو یہ لوگ ایسا نہ کرتے اگر اللہ چاہتا تو ان کو ایسا کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی۔ اللہ اِن کو پکڑ لیتا۔ اِن پر اللہ کا عذاب آجاتا۔ آپ (محمدؐ) بس اِن (مکہ والوں۔ مشرکوں) کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ اِن کی پرواہ نہ کیجئے اپنا کام کرتے رہے آپؐ بس۔

(113)

یہ لوگ کیوں ایسا کرتے ہیں؟ کیونکہ یہ لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ ان کے دل "زخرف القول غرورا" کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ یہ کیوں پیغمبروں کا مذاق اڑاتے ہیں؟

کیونکہ یہ لوگ آخرت پر یقین ہی نہیں رکھتے ہیں ۔ اُن کو یہ سب (کرنا) خوشنما باتیں لگتی ہیں اور وہ جو کرتے ہیں اُن کے دل اسی میں راضی ہو جاتے ہیں (زخرف القول غرورا) اور وہ دوسروں کو بھی یہ بتاتے ہیں تاکہ وہ بھی اس سب کو پسند کرلیں (راضی ہو جائے) ولیقترفوا۔ اور وہ ان برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں جن کا وہ خود کرنا چاہتے ہیں کہ دوسروں کے کانوں میں یہ باتیں ڈالیں ، دوسروں کے دلوں کو اسلام سے دور کریں نبی سے متنفر کریں، قرآن سے متنفر کریں، سیرت وحدیث سے دور کر دیں ۔ جو کام خود نہیں کرنا چاہتے، چاہتے ہیں کہ وہ کام دوسرے بھی نہ کریں Quran Class میں خود جانا نہیں چاہتے تو دوسروں کو بھی جانے نہیں دینا چاہتے ۔ دوسروں کو بھی زخرف القول غرورا (کی وجہ سے) کے ذریعے دین سے ہٹانا چاہتے ہیں کیونکہ ان کا آخرت پر ایمان نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہے کہ کیسی عجیب بات ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں ۔

(114)

کیا اللہ کے سوا میں کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کرلوں ۔ آپ کو مخاطب کرکے یہ بات کی جا رہی ہے ۔ اللہ رب العزت آپ ﷺ سے کہہ رہے ہے کہ ان سے کہیے : اے اہل مکہ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کے بعد میں کوئی اور (فیصلہ کرنے والا) تلاش کرلوں ۔

اللہ کے فیصلے سے مراد : قرآن مجید، نبی حق ہے ۔ اُن (ابو جہل) کے معجزات کے جواب میں معجزات نہیں آئے گے بلکہ کائنات کی نشانیاں دیکھ کرہی اُن کو ایمان لانا ہوگا۔

ایک طرف حق ہے اور دوسری طرف باطل تو آپ جو اللہ نے فیصلہ کردیا ہے اُس کو چھوڑ کر کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں میں کیا

اللہ رب العزت نے اپنے فیصلے قرآن مجید میں ، احکامات کی صورت میں کر دیئے ہیں۔ یہاں پر **تنبیہی انداز** ہے، سمجھانے والا انداز ہے کہ لوگوں تم کیا چاہتے ہو۔ یہ آیت پوری امت مسلم کیلئے بہت اہم ہے۔ جب آپ دین کے راستے پر چلنا چاہتے ہو تو لوگ پکڑ پکڑ کر آپ کو اس سے روکتے ہیں۔ جیسے اہل مکہ نے پورا زور لگا لیا کہ آپ ﷺ قرآن کی دعوت نہ کریں اُن کو کئی طریقے سے منع کیا لیکن آپ ﷺ consistent رہے۔ یہاں پر اللہ رب العزت (آپ ﷺ) کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتا رہے ہے۔ کہ آپ ﷺ نے توحید پر عمل کرنا ہے۔ حلال پر عمل کرنا ہے۔ **حکم ← فیصلہ کرنے والا - حکم اللہ ہے۔**

لوگوں تمہارے اعتراضات کی وجہ سے میں اللہ کے سوا کسی اور کو حکم نہیں بناؤں گا **(آپ ﷺ)**۔ اور یہی ہم مسلمانوں کو بھی کرنا چاہیئے۔ جب اللہ کے نبی کو منع کر دیا تو ہم کیوں دنیا کی زندگی میں دوسروں کو حکم بنا لیتے ہیں؟ حکم صرف اللہ کی ذات ہی ہے۔

قرآن کے احکامات کسی ایرے غیرے شخص کے نہیں ہے بلکہ اس واحد یکتا ذات کے ہے۔ قرآن کو اللہ رب العزت نے نازل کیا ہے وہ کسی عام انسان کی تصنیف نہیں ہے۔ اور نازل **(الیکم ← تمہاری طرف)** آپ ﷺ کی طرف کیا گیا ہے۔ عام انسانوں میں سے آپ ﷺ کو چنا گیا۔ کوئی شخص اپنی مرضی سے رسول نہیں بن سکتا۔ قرآن کی خصوصیات **(1)** تمہاری طرف نازل کی **(2) الکتب ←** کامل ہے۔ اس جیسی کوئی اور نہیں ہو سکتی **(3) مفصلا ←** اس کے مضامین بہت تفصیل سے بتائے گئے ہیں۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں قرآن سمجھ نہیں آتا۔ جو اس کے مضامین ہے وہ اللہ رب العزت نے

(جن کو پہلے کتابیں دی جا چکی ہیں)

بہت تفصیل سے (مفصل طریقے سے) بتائے ہیں۔ ④ اور اہل کتاب بھی جانتے ہیں یہ *تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ اور یہ حق ہے جیسے پہلی کتابیں جو ان پر نازل کی گئی وہ حق تھی

*اہل کتاب اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ دل اِن (اہل کتاب) کا مانتا ہے۔

اب آپؐ کو یہ بات کہی جا رہی ہے کہ آپؐ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ نعوذ باللہ آپؐ کو کسی بات پر شک نہیں تھا نہ ہی کبھی کوئی سوال آپؐ نے کیا۔ دراصل یہاں پر پوری دنیا کو سنانا مقصود تھا چونکہ یہ اللہ کا کلام ہے تو لوگوں اس بارے میں شک میں نہ پڑو۔ اور کس کی جرأت ہے کہ اُس کے کلام کے بارے میں شک کریں۔

آج پوری دنیا کے مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ آج مسلمان اپنے گھر میں بھی اسلام کا قانون نافذ نہیں کر رہا۔ لوگ شک میں رہتے ہیں کہ اگر میں قرآن پر عمل کر لیا تو کہیں ایسا نہ ہو جائے ویسا نہ ہو جائے۔ ان کو قرآن سے زیادہ دنیا کی فکر ہے۔ ہم تو اہل مکہ سے بھی گئے گزرے ہیں۔ جب ڈاکٹری یا ریسرچ کی بات آجاتی ہے تو ہم مان لیتے ہیں لیکن قرآن اور اسلام کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ فلاتکونن ... تم خود بہ خود شک میں مبتلا نہ ہونا۔

115 | 1

اور کامل ہے کلمات (قرآن مجید) تیرے رب کے۔ قرآن مجید **تممت** ہے یعنی مکمل و کامل ہے۔ اللہ کا کلام ہے یہ اور کامل ہے۔ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ پورے اہتمام کے ساتھ اس کو نازل کیا۔ ہر وقت کے حالات، مسائل، ضروریات کے مطابق اس کو نازل کیا گیا۔ اور یہ تممت ہے مکمل اہتمام کے ساتھ۔

"اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي"

(ب) ربوبیت پائی جاتی ہے کہ کسی کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے پورا اہتمام کرنا۔

جہاں اللہ نے جسمانی ضرورت کا اہتمام کیا وہاں اللہ نے روحانی ضرورت کا بھی اہتمام کیا۔ تو اُس نے قرآن کو نازل کردیا۔ مکمل ہونے کے ساتھ قرآن **صدقاً** ہے یعنی سچ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جتنے واقعات ہے، جتنے حالات ہے، جو وعدے کیے گئے، جو ڈرایا گیا سب سچے ہیں۔ واقعہ یوسفؑ کا ہو یا یونسؑ کا ہو، آدمؑ کا ہو یا نوحؑ کا ہو جتنی خبریں ہیں سب سچی ہیں۔ قیامت آنے والی ہے یہ بات بھی سچی ہے۔ حساب کتاب ہوگا، سب کو اُن کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی یہ بھی سچی بات ہے۔ **(قرآن کی خصوصیات)**

وتمت مکمل ہے **اسی کی ہے یہ صفت** (5) صدقاً (6) عدلاً

عدل کے دو معنی ہے:

(1) (انصاف کرنا یعنی کسی چیز میں ظلم نہ کرنا۔ کسی کا حق تلف نہ کرنا)۔ تو اللہ تعالیٰ نے کسی کے حقوق میں ظلم نہیں کیا۔ پوری کائنات کا نظام عدل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات جو قرآن میں دیئے ہیں وہ 100% بھی عدل پر ہے۔ دنیا کے جتنے بھی قانون ہیں وہ افراط اور تفریط پر مشتمل ہے۔ اللہ کا معاشی نظام ہی دیکھو لیں جس میں دولت کی گردش ہوتی ہے **زکوٰۃ** کی صورت میں امیروں سے غریبوں کی طرف۔ اسی طرح **وراثت** ہے جس میں بھی دولت move کرتی ہے۔ اسلام کا سارا نظام عدل پر مبنی ہے۔

(2) عدل میں اعتدال ہے۔ انسان کی خواہشات کے مطابق نہیں ہے۔ اور ایسا بھی نہیں ہے کہ اس میں انسانی جذبات کا

خیال نہ رکھا ہو۔ **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا**۔ نہ تو اللہ تعالیٰ نے کسی فرد پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ ڈالا ہوں۔ قرآن مجید نہ تو کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی کسی پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ ڈالتا ہے۔ اس کے جتنے بھی احکامات ہیں اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے ان احکامات کو افراط اور تفریط سے پاک کر کے معتدل اور متوازن رکھا ہے۔ معتدل یہ کلمات اس لیے ہو گئے کیونکہ ان کو اللہ رب العزت نے بنایا ہے۔

(7) کوئی بھی اس کے کلمات میں تبدیلی کرنے والا نہیں ہے۔ اللہ کے کلمات کو بدلنے کی کسی کے اندر بھی جرأت نہیں ہے۔ کوئی دشمن بھی اس کو بدل نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: **"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون"**۔

"ہم نے اس (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی محافظ ہے" کسی کی مجال ہے جو قرآن کی حفاظت کو توڑ کر اس میں تغیر و تبدل کر سکے۔ اور یہی وجہ ہے **1400 سال** گزرنے کے بعد بھی آج بھی قرآن کے اندر تبدیلی نہیں ہو سکی۔

وہی سنتا اور جانتا ہے۔ یعنی اللہ رب العزت واقف جو لوگ باتیں کرتے ہیں اور جو عمل کرتے ہیں اُن سے بھی خوب واقف ہے۔ لوگوں کے حالات، اثرات وہ سب سے واقف ہے۔ ہر ایک کو اُس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔

* **العلیم** ← قرآن مجید کی جو خصوصیات یہاں گنوائی گئی ہیں تو وہی علم رکھنے والا تھا اس لیے بہترین ہے اُس کی کتاب کی صفات۔

• قرآن کے اندر جو معجزات بیان کیے گئے ہیں اس کے علاوہ بھی یہ لوگ اور کیا چاہتے ہیں اور یہ لوگ جو کچھ بولتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب سے واقف ہے۔

اور اگر آپ ﷺ نے عمل کر کے اطاعت کر لی مطلب اگر تم اکثریت کے کہنے پر چلنے لگے جو زمین میں لگتے ہیں تو وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیں گے۔

عمل کا اصول:

① ان لوگوں کا کہنا نہیں ماننا۔ ان کو محکم نہیں بنانا۔ **حاکم** وہ ہے جو role model ہوں، جو اپنی باتوں کو منواسکتا ہوں، جو زور دار لفظ والا ہو، جس کو کوئی سمجھ بوجھ ہو۔ آپ ﷺ نے ان کی بات نہیں مانی۔ اکثریت بھی اگر آپ ﷺ کو ہدایت سے روکنے کی کوشش کریں تو آپ ﷺ نے ان کا کہنا نہیں ماننا۔ اگر ان کی بات مانی تو یہ تجھے گمراہ کر دیں گے۔ **گمراہ** ← دین اسلام سے صراط مستقیم سے ہدایت کے راستے سے یہ لوگ جو ہیں آپ ﷺ کو ہٹا دیں گے۔

*کسی بھی چیز کی طرف اکثریت کا ہونا ان کے حق کی دلیل نہیں ہے۔ یہ بڑا **اہم اصول** ہے۔ آپ ﷺ سمیت تمام مسلمانوں کو زندگی گزارنے کا اصول دیا جا رہا ہے کہ جس طرف اکثریت جا رہی ہے اس طرف نہیں جانا بلکہ سیدھے اور سچے راستے کی طرف جانا ہے۔

"ولقد ضل قبلھم اکثر الاولین وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین"

"اور آپ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر لیں، کتنے ہی حریص کیوں نہ بن جائے، زیادہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں" (مفہوم)

انسان کی عادت یہ ہے کہ جہاں پر بھی زیادہ quantity ہو تو لوگوں کا رعب انسان پر پڑنے لگتا ہے۔ یہاں پر انسان کو اس چیز سے منع کر دیا گیا ہے ② ساری دنیا بھی مخالف ہو جائے تو آپ نے اکیلے حق کا پرچم بلند کرنا ہے۔ ہم جیسے ایسا ایمان؟ لیکن آپ ﷺ نے اکیلے ایسے کیا۔ انبیاء اپنے آپ میں ایک امت ہوتے ہیں۔

ان یتبعون الا الظن ← ان کا کہنا نہیں ماننا کیونکہ یہ پیروی کرتے ہیں گمان کی۔ یہ لوگ علم کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اندازوں پر چلتے ہیں

نہ ان کو فکر ہے، نہ سمجھ ہے، جہالت ہے، یہ لوگ اندازوں اور گمان پر چلتے ہیں۔ **وان هم الا یخرصون** ← یہ نہیں چلتے مگر اندازے پر

* خرص ← درخت پر پھل کا اندازہ کرنا۔

یہ لوگ محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں گمان پر چلتے ہیں زندگی گزارنے کے جو ان کے طریقے ہیں وہ اللہ کے بتائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اپنے قیاس پر چل رہے ہیں۔ ایک طالبِ حق کو پوری ثابت قدمی کے ساتھ اللہ کے راستے پر چلنا ہے۔

(117)

درحقیقت تمہارا رب زیادہ جانتا ہے کہ اُس کے راستے سے کون بھٹکا ہوا ہے۔ اہل کتاب بھٹکے ہوئے ہیں، اہل مکہ یعنی مکہ کے مشرک بھٹکے ہوئے ہیں، کون بھٹکا ہوا ہے اللہ کو زیادہ اس بات کا پتا ہے اور اللہ کو یہ بھی بات زیادہ پتا ہے کہ کون ہدایت پر ہے۔

هو اعلم ← دو دفعہ اللہ تعالیٰ کیلئے کہا گیا ہے

صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا کون ہے گمراہ کون ہے یہ اللہ رب العزت کو زیادہ پتا ہے۔ دنیا کو نہیں پتا

عمل کا اصول:

ہمیں کبھی یہ نہیں اپنی life میں کہنا چاہیئے کہ دوست یہ کہتے ہیں relatives یہ کہتے ہیں۔ کس کو زیادہ پتا ہے؟ اللہ کو پتا ہے تو اس کے پیچھے چلنا ہے نہ کہ بھیڑ کے پیچھے، دنیا کے پیچھے

(118)

آیت 118-121 کا خاص شانِ نزول ہے۔

شان نزول:

اہل مکہ نے خود ہی کھانے پینے کے معاملے میں خود پر پابندیاں لگا لی تھی بعض چیزوں کو وہ حلال کر لیتے تھے اور بعض

کو حرام۔ جن کو وہ حلال کر لیتے تھے وہ اللہ کی نظروں میں حرام ہوتی تھی اور جن کو وہ حرام کر لیتے تھے وہ اللہ کی نظروں میں حلال تھی خود سے ہی پیمانے بنا لیے تھے۔ ان کی سب سے بڑی جاہلانہ بات یہ تھی کہ وہ کہتے تھے جو جانور اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا وہ **ناجائز** ہے اور جو اللہ کا نام لیے بغیر کیا گیا وہ **جائز** ہے **مثلاً** علمائے یہود نے بھی عرب کے لوگوں کو ایک اعتراض کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک سوال پوچھے کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے "جسے اللہ مارے وہ حرام ہے اور جس کو ہم مارے وہ حلال ہو جائے" (کوئی چیز خود مر گئی وہ حرام ہے اور جس کو ہم خود ذبح کرے وہ حلال ہے)۔ یہ ان لوگوں کی ٹیڑھی ذہنیت تھی اور اس طرح کفار بھی مسلمانوں کے دل میں شبہات ڈالتے تھے۔ اور جب کفار نے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات ڈالنے چاہے تو اللہ رب العزت نے 121-118 کی آیتیں نازل کر دی۔

(اس **روایت** کو **ابو داؤد** اور **ترمذی** نے روایت کیا ہے۔)

(118)

پس تم کھاؤ اس میں سے جس چیز پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

(خون نجس حرام ہے) مثلاً ذکر بسم اللہ ← اس کو ذبح کیا جائے خون نکل جائے پھر اس پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے پھر وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ اگر ہو تم اللہ کی آیات پر ایمان لانے والے۔

اب یہاں پر مشرکین کے سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ یہاں پر مشرکین کی بدعتوں کی نفی کی جا رہی ہے۔ انہوں نے خود سے ہی بدعتیں دین ابراہیم میں شامل کر لی تھی حالانکہ وہ ابراہیمؑ نے نہیں بنائی تھی

- اللہ کا نام لینے سے وہ کام بابرکت ہو جاتا ہے۔
- انسان اس بات کا اعتراف کرتا ہے یہ جانور اللہ کا انعام ہے میرے پاس اللہ نے اس کو میرے لیے مطیع کیا ہے ورنہ میرے پاس تو کوئی اختیار نہیں تھا۔

CS CamScanner

• جانور بھی اللہ کا، احسان بھی اُس کا، اجازت بھی اُس کی، تو پھر نام بھی اسی کا ذکر کرنا چاہیئے اگر ہو تم ایمان والے۔
اس سے شرک کا وسیع دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں وہ بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ آج کے دور میں بھی لوگ ایسا کرتے ہیں کہ فلاں کے نام پر یہ کھانا ہے یا فلاں کے نام کی نذر ہے۔
صرف اللہ کا نام ہی لینا چاہیئے۔

(119)

اللہ تعالیٰ سوال پوچھ رہے ہیں کہ لوگوں تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کیوں نہیں وہ کھاتے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ جب اللہ نے اجازت دے دی، اُس کا طریقہ بھی سنت سے پتا چل گیا تو کیوں نہیں کھاتے۔ یہ ہمیں **سورۃ المائدہ** اور **الانعام** کے start سے بھی پتا چلتا ہے۔ اور اللہ نے تمہیں تفصیل سے بتا بھی دیا ہے کہ کیا حرام ہے۔

* **قد فصل لکم ما حرم علیکم** : مفسرین کی یہ رائے ہے:
"اس سے مراد **سورۃ النحل** کی آیت: **115** ہے اور یہ آیت سورۃ الانعام سے پہلے نازل ہو چکی تھی اور یہاں سورۃ النحل کی آیت: 115 کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جہاں مُردار، خون، خنزیر، غیر اللہ کے نام پر مشہور کردہ چیزیں ہیں اُن کا ذکر ہے کہ وہ چیزیں تمہارے لیے حرام کر دی گئی ہیں۔"

• **سورۃ الانعام** کی آیت **145** میں بھی بتایا گیا ہے کہ کیا چیزیں حرام ہیں۔

• **سورۃ البقرۃ** کی آیت **173** اور **سورۃ المائدہ** کی آیت **3** میں بھی ہے اس کا ذکر۔ کیا حرام ہے۔
اللہ نے حرام کی فہرست بتا دی ہے باقی سب چیزیں حلال ہے۔

بھوک - محمد اسد
بھوسہ ۔ غیبہ

← سوائے اس کے کہ تم مجبور ہو جاؤ کہ تمہیں اس کے کھانے پر مجبور کر دیا جائے۔ اگر کوئی مرنے کے قریب ہوں تو اس میں حرام جائز ہوتا ہے لیکن اس میں بھی شرائط ہیں:
• رغبت نہیں ہونی چاہیئے آپ کو۔ • پیٹ بھر کر نہیں کھانا
• آپ کے اندر کراہیت والی کیفیت ہونی چاہیئے کہ ہمیں یہ چیز پسند نہیں
← اور بکثرت لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ گمراہ کرتے ہیں ۱۔ اپنی خواہشات کی وجہ سے • بغیر علم کی وجہ سے۔
انسان اول ہدایت کے علم سے ہٹ کر اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا ہے۔
* حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لیکر آتے ہیں (اس سے مراد اعرابی تھے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے) ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں کیونکہ وہ نئے نئے مسلمان ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سموا علیہ انتم وکلوا کہ تم اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔
کیونکہ بندہ کھا لائے تو مسلمان ہی تھے لیکن رخصت ہے۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر قسم کے جانور کا گوشت اللہ کا نام لیکر کھا لو۔ یہ چیز غلط ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے: خواہ مخواہ شک میں نہیں پڑنا چاہیئے اپنی زندگی کو اجیرن نہیں کرنا چاہیئے۔ نہ ہی ان لوگوں کی سننی چاہیئے جو اپنی خواہشات پر چلتے ہیں۔
تمہارا رب زیادہ جانتا ہے جو حد سے گزرتے ہیں۔ یہ اہل مکہ کے مختلف اعتراضات کے جواب تھے۔ بالمعتدین ← اہل مکہ
اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

120

تم کھلے گناہ سے بھی بچو اور چھپے گناہ سے بھی۔ گناہ کو کھلا یا

چھپا کر کرنا چھوڑ دو۔ زندگی کے معاملات میں جہاں حرام و حلال کی تمیز کرنی ہے وہاں گناہوں کو بھی دیکھنا ہے۔ (اور ان سے بچنا ہے) گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جسے دنیا بھی دیکھ سکے اور دوسرے وہ جو صرف تمہیں پتا ہوتے ہیں کہ تم یہ گناہ کر رہے ہو۔

الانعام: 151

"ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن"

"اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہو یا چھپی"

یہاں **اثم** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور وہاں **فواحش** کا لفظ جیسے زنا، چوری، ڈاکہ زنی، عمل قوم لوط سے منع کیا گیا ہے۔

★ حدیث:

"الاثم ما حاک فی نفسک"

"گناہ وہ ہے جس کی تیرے دل میں کھٹک (وسوسہ) ہو اور تو چاہے نہ کہ دوسروں کو اس کا پتا چل جائے"

اور وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں عنقریب اس کا بدلہ پائیں گے جو وہ کرتے ہیں

یقترفون = زخم کا چھلکا اتارنا۔

ناجائز کو جائز سمجھ کر، باطل کو حق سمجھ کر جو بھی کرتے ہو تمہیں جلد ہی اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

(121)

اور نہ کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو کہ بے شک وہ تو فسق ہے۔ ایسا گوشت اس کو کھانا حرام ہے ناجائز ہے۔

★ اللہ کا نام نہ لینے سے کیا مراد ہے؟

- بسم اللہ / تکبیر پڑھی ہی نہیں۔
- ذبح نہ کیا گیا ہو

اللہ مارے تو حرام ← خون نہیں بہا۔ ← اخلاقی اقدار کو
انسان مارے حلال ← خون بہہ گیا۔ ختم کر دیتا ہے۔

شیطان (انسانوں یا جنوں میں سے) القا کرتے ہیں دلوں میں ڈالتے ہیں شکوک و شبہات اپنے دوستوں ساتھیوں کے دلوں میں تاکہ وہ ان (مسلمانوں) سے جھگڑا کریں۔ **جیسے** یہودیوں نے اہل مکہ کو کہا پھر انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ ویسے بھی لوگ ایسے شکوک و شبہات ڈالتے ہیں کہ لوگ دین کے راستے سے ہٹ جائے۔

★ point یہاں پر یہ ہے کہ ایسی چیزوں پر توجہ مت دو / ایسے لوگوں سے تمہاری دوستی نہیں ہونی چاہیے جو غلط باتوں میں مبتلا کرتے ہیں / یا زخرف القول غرورا ← فریب میں مبتلا کرتے ہیں۔

← اصولی چیزوں کے معاملے میں اللہ کی رہنمائی پر عمل کرنا چاہیے۔ وان اطعتموھم -- اور اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔ مطلب آپ ﷺ نے ان کا کہا نہیں ماننا۔ peer pressure اگر ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ توحید کو چھوڑ کر باطل کے راستے پر چلو۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے پوری امت مسلمہ کو عمل کا اصول بتایا جا رہا ہے۔ عمل اسی پر کرنا ہے جو قرآن کہتا ہے اور وہی چیز درست ہے۔

(122)

اللہ رب العزت نے ایک اور خوبصورت مثال دی ہے کہ کیا جو پہلے مردہ تھا (پھر ہماری کردہ زندگی) پھر ہم نے اس کو زندگی دی اور ہم نے اس کو وہ روشنی عطا کی جس سے وہ چلتا ہے لوگوں میں تو کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہے اور وہ اس (اندھیرے) سے نکلنے والا ہی نہیں ہے۔ **اس آیت میں مومن اور کافر کا فرق بتایا گیا ہے۔** نور اور ظلمت / اسلام اور کفر یکساں نہیں ہے۔ یہاں پر **موت** جہالت اور بے شعوری کی حالت ہے۔ **فاحییناہ** سے مراد ایمان و ہدایت و اسلام کی زندگی ہے۔ ایمان اور ہدایت میں

روشنی ہے۔ ہدایت اور اسلام انسان کو شرک اور ظلمت یعنی اندھیروں سے نکال لیتا ہے۔ اللہ رب العزت اعلان کر رہے ہیں کہ ایمان لانے والے زندہ ہیں۔ زندگی تو ایمان کی ہے۔ ورنہ جو انسان ایمان کے بغیر ہے اُس کی اور حیوانوں کی زندگی میں کوئی difference نہیں ہے۔ ایمان والوں کو زندگی کی اصل روح اور معنی کا پتا ہوتا ہے۔

"الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا"

"وہ ذات جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا اگر وہ تمہیں آزما کے دیکھے کہ کس کے عمل اچھے ہیں" (تو یہ بات صرف ایمان لانے والوں کا رتبہ ہے)

ایمان لانے والوں کو اللہ اصل دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ نور یعنی

یہ ہے ایمان کی روشنی میں چلنا ہے۔ یعنی ایمان لانے والا اسلام، قرآن سے روشنی حاصل کرے پھر وہ دوسرے لوگوں تک بھی پہنچائے خود تک ہی محدود نہ رکھے۔ روشنی چھپا کر نہ رکھے بلکہ سب تک پہنچائے۔

* عیسیٰؑ نے اس بات کو یوں سمجھایا:

"جس کے پاس چراغ ہوتا ہے وہ پیمانے کے نیچے ڈھانپ کر نہیں رکھتا بلکہ اونچی جگہ رکھتا ہے تاکہ اس کا اپنا گھر بھی روشن ہو اور دوسرے بھی اس سے راہنمائی پائیں (ہدایت حاصل کریں)"

یہ ← قرآن کو، اسلام کو لیکر لوگوں میں چلنا ہے۔ یعنی خلوت نہیں جلوت۔ سب کو بتانا ہے۔ صرف مسجد میں جاکر بیٹھ نہیں جانا بلکہ سب تک روشنی کو پہنچانا ہے تاکہ لوگ اندھیروں سے نکلے سب روشنی میں سفر کریں۔

ظلمتوں میں رہنے والا کون ہے؟ جو ایمان ہی نہ لائے جو شعور

ہی نہ حاصل کریں۔ جو نادانی اور جہالت کی زندگی بسر کریں۔
موت سے مراد **کفر کی موت** ہے۔ **اندھیروں سے مراد** کفر کے،
شرک کے ہیں۔ **لیس بخارج منھا** بغیر اسلام اور قرآن کے وہ
اندھیروں سے نکل نہیں سکتے۔ وہ اس کے بغیر ایمان نہیں لاسکتے۔
اگر انسان اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کریں گا تو وہ فاحیینہ ہے
اگر نہیں کریں گا تو وہ میتاً ہے۔

اور اسی طرح ہم نے کافروں کے عملوں کو ان کیلئے خوبصورت بنادیا گیا
جو وہ کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے روشنی کو قبول نہیں کیا اور
وہ اندھیروں میں چلنا پسند کرتے ہیں۔ جب وہ خود ہی ٹھوکریں
کھانا پسند کرتے ہیں، اُن کو وہ اندھیرا ہی روشنی لگتا ہے تو کوئی
کیا کرسکتا ہے۔ کافروں کے برے عملوں کو اُن کیلئے خوبصورت بنادیا
ہے۔ آج کل ہماری سوسائٹی میں برے عملوں اور کاموں کو
بہت beautify کر رہا ہے۔ اور یہ انسان کی بھول ہے کہ جس چیز
کو وہ اپنے لیے اچھا سمجھتا ہے وہ اصل میں اُس کیلئے بُری ثابت
ہوتی ہے۔

(123)

ولذلک ← آیت ۱۲۱ کی طرف اشارہ کررہا ہے۔ بات کا انداز مختلف ہے۔
جعلنا ← ہم نے بنادیا یعنی ہم کو اُن کو مہلت دی۔

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے جو سردار تھے اُن کو جرائم کا
مرتکب بنادیا تاکہ وہ لوگ وہاں فریب کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر بستی میں
وہاں برے لوگوں کو ایک خاص وقت تک مہلت دیتا ہے۔ پھر
جب وہ خوب گناہ کرلیں تو میں اُن کی اچانک رسی کھینچتا ہوں
کہ اُن کو معافی کی گنجائش بھی نہیں ملتی۔ اور یہی اللہ تعالیٰ
کی سنت ہے۔

• سورۃ النبا کی آیت 31-35 | یہ مضمون ان سورتوں میں بیان کیا
• سورۃ الزخرف کی آیت 23 | گیا ہے کہ لوگ نبی اور ان کی باتوں کا
• سورۃ نوح کی آیت 22 | مذاق اڑاتے ہیں پھر اللہ ان کو مہلت

دیتا ہے اور ایک وقت آتا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو پکڑ لیتا ہے

دوسری بات یہ کہی کہ یہ جو بھی مزاق اُڑاتے ہیں، شرارت کرتے ہیں، اعتراضات اور غلط خیالات کا اظہار کرتے ہیں، غلط مطالبات کا مطالبہ کرتے ہیں جس سے وہ جو سیدھے راستے پر چل رہے ہوتے ہیں وہ بھی disturb ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دوسروں کے ساتھ مکر فریب کر رہے ہیں اُن کو نقصان پہنچا رہے ہیں لیکن اصل میں وہ خود کے ساتھ فریب کر رہے ہوتے ہیں۔ خود کیلئے گڑھا کھودتے ہیں اور ان لوگوں کو اس بات کا شعور ہی نہیں ہے (اللہ کے عذاب کا شکار ہونا) کہ وہ خود کو نقصان پہنچا رہے ہیں

یہاں پر جو بڑے بڑے سردار جو لوگوں کو دین سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں اُن کے غرور پر، اُن کے برے عملوں پر یہاں اللہ نے ضرب لگائی ہے اُن کو چوٹ لگائی ہے

124

یہاں پر کفار کا ایک اور گستاخانہ مطالبہ بتایا جا رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم اس نشانی پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ وہ چیز ہمیں خود نہ دی جائے جو رسولوں کو دی ہے۔ (نشانی: اللہ کی آیت - قرآن)

یہی بات سورۃ الفرقان: 121 میں بھی ہے۔

"قال الذین لا یرجون لقانا لولا انزل ملیکۃ او نری ربنا"

ان کا بھی یہ کہنا کہ ہم پر آیتیں کیوں نہیں نازل ہوتی۔ جو رسولوں کو پیغام دیا جاتا ہے وہ فرشتے ہم تک کیوں نہیں لیکر آتے۔

اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کیلئے کس کو رسول بنائے اور کہیں منتخب کرے۔ اس بات Public کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔ یہاں پر اللہ رب العزت نے قریش کو ان کے مطالبے کا منہ توڑ جواب دیا ہے کہ پیغمبری، رسالت پہ کوئی اختیاری نہیں بلکہ **وھبی [وھاب سے عطا کرنا]** ہے۔ اس کے عطا کرنے کا اختیار صرف اللہ کو ہے نبوت کس کو دینی ہے یہ اللہ اپنے علم کی بنا پر فیصلہ کرتا ہے۔

پھر فرمایا (عنقریب) قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کو جنہوں نے جرم کیا ذلت ملے **(صغار کے معنی میں ذلت اور رسوائی ہے)**۔ اور ان کو بڑا شدید عذاب ملے ان کی اپنی مکاریوں کی وجہ سے، اپنے حیلے بہانوں کی وجہ سے، ان کے مطالبات کے وجہ سے۔ ان کے اعتراضات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔

(125)

125 اور 126 میں اللہ نے شکوک و شبہات کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ کہ وہ مجادلہ نہیں ہوتا، بحث و مباحثہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ **شرح صدر** حاصل کی جائے۔

الرجس ⇐ ① گندگی ② عذاب ③ شیطانی وسوسے
کے 3 معنی ہیں:

اللہ رب العزت اعلان کر رہے ہیں یہاں پر۔

★ **سورۃ الفاطر:** وما یستوی الاعمیٰ والبصیر۔ ولا الظلمٰت ولا النور ---
نہیں ہیں ایک جیسے اندھا اور آنکھوں والا ---

(19-22 کی آیات)

اللہ رب العزت کہتے ہیں جب وہ لوگ ایمان نہیں چاہتے تو میں بھی یہ نہیں دیتا۔ جو دین کی روشنی میں چلنا چاہتا ہے تو اللہ بھی اس کو ہدایت دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ اللہ اس کے دل کو اسلام

CamScanner

یشرح : • کھولنا • پھیلانا • وسیع کرنا

کیلئے کھول دیتا ہے ۔ اللہ اس کو وسعت قلب دے دیتا ہے ۔ اسلام کے حق ہونے پر اللہ اس کے دل کو مطمئن کر دیتا ہے ۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو کراہت سے نہیں بلکہ رغبت سے قبول کر لیں ۔

[زکوۃ کا انکار ۔ سورۃ التوبہ کی آیت]

* شرح صدر کی دعا بڑی اہم ہے ۔ رب اشرح لی صدری ۔۔۔ موسیٰ نے فرعون کے دربار میں جاتے وقت پڑھی تھی ۔

← **حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں** کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے شرح صدر کے بارے میں سوال پوچھا جب آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی اور للاسلام تک پڑھی تو صحابہ نے پوچھا **شرح صدر** کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا :

" یہ اک نور ہے جب وہ کسی سینے میں داخل ہو جاتا ہے تو اُس کو کشادہ کر دیتا ہے " پس کر صحابہ مزید متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ سے پوچھا کہ کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے پتا چل جائے کہ اُس کو شرح صدر مل گئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

[غرور ↓ دھوکہ]

ہاں! [اُس کا اس دار الغرور (دنیا) میں دل نہیں لگتا] (آپ ﷺ نے نشانیاں بتائی)

① آدمی کا دل اس دنیا سے اُچاٹ ہو جاتا ہے

② وہ ہمیشگی کے گھر کا مشتاق ہو جاتا ہے (دار الخلود ۔ آخرت کا گھر)

③ اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری میں لگ جاتا ہے

← اگر ہم شرح صدر حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ① ہمیں علم نافع حاصل کرنا چاہیے ② اللہ کی طرف بھاگنا چاہیے ③ کائنات پر غور کرنا چاہیے ④ مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے ⑤ اپنے دل کو زخرف القول غرور سے نکالنا چاہیے ۔ **محبت** صالحین کی تلاش کرنی چاہیے

* یصعد فی السماء ← یعنی دین پر چلنا اُن کیلئے اتنا مشکل ہے کہ ایسا لگتا ہے جیسے روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے ۔ پھر اللہ نے

CamScanner

ایسے لوگوں کو رجس دے دیا جو ایمان کو نہیں مانتے، جن کو ایمان زنگ و تاریک لگتا ہے۔ اللہ کو دین پر نہیں چلانے جو لوگ وہ پسند نہیں ہے پھر اللہ ان کو نور کی روشنی سے محروم کر دیتا ہے۔ ان کو پھر رجس دے دیتا ہے۔ وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ بھی پھر اُن کو نور نہیں دیتا ہے۔

(126)

قرآن، اسلام کا راستہ صراط ہے اور یہی تمہارے رب کا راستہ ہے یہ تمہارے رب کا بنایا ہوا ہے کسی شیطان کا نہیں۔ آسان اور کشادہ ہے لیکن مشکلات سے بھرا ہوا ہے۔ یہ ساری نشانیاں اُس قوم کیلئے جو ذکر کو، ہدایت کو قبول کرنے والی ہے۔ جن کے پاس قلب سلیم ہوگا اُن کو ہی یہ دین فائدہ دے گا نہ کہ منافقوں کو ہر حال میں اللہ رب العزت کی اطاعت کرنی ہے دنیا کی نہیں۔

(127)

گھر

جو ایمان لائے ہیں اُن کیلئے سلامتی کا گھر **جنت** ہے جہاں ہر انسان ہر طرح کی پریشانی و فکر سے آزاد ہوگا۔ اور یہ فیصلہ اللہ کا ہے کہ اُن کو ایسا گھر دے جہاں سلامتی ہی سلامتی ہو۔

★ دارالسلام ← ایسا گھر جہاں کوئی آفت، مصیبت، محنت نہ ہو۔ اور اللہ اُن (ایمان والوں) کا ولی بھی ہے۔ اللہ نے اُن کی ساری مشکلات کو آسان کر دیا ہے۔ اُن کے عملوں کی وجہ سے اللہ اُن کو دارالسلام دے گا

"ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن"